

دوسری جانب معاشرے میں برابری اور تیسرا طرف رزقی حلال کا حصول ایسے معیاری اور مشکل اصول ہیں جو اسلامی معاشرے میں انصاف کو روح روان پہنچنے نہیں دیتا۔

اس معاملے میں مغرب والے ہم لوگوں پر سبقت لے گئے۔ وہاں گروہی شاخت اور فرد کی ابیت Ethnic Group، ذات، نسل، قبیلے کی مر ہوں ملت نہیں۔ رنگ کا مسئلہ انہیں درپیش تو ضرور ہے لیکن اتنا بھروسہ ہماری نے انصاف اور قانون کا احترام آسان کر دیا اور حق بولنے اور حق دینے میں کچھ ایسی دشواری پیش نہیں آئی۔ شمال کی جانب سے آئے والے مسلمان حملہ آور آریائی قوموں سے پیچھے مختلف نہ تھے۔ انہیں قدروں کی پاسداری لمحوظ نہ تھی۔ ساسانی، ایرانی، افغانی، یونانی سارے احساسی برتری سے سرشار تھے، لیکن وہ تن میں گھل مل کر اپنی شاخت کھونا نہیں چاہتے تھے۔ رنگ و نسل کا تفاخر، رسم و رواج سے والیگی، اسلام کے نام پر سے جواز ڈھونڈ لیے گئے اور مقامی لوگوں سے شادی ہیا وہ، مٹا جننا قریب قریب نہ ممکن ہو گیا۔

حملہ آ درویسے بھی فائی کہلانے کے لیے دشوار گزار راستوں سے آئے تھے۔ وہ چاہے سکندر را عظمیٰ دوست یا محمد غزنوی اور نادر شاہ کے روپ میں ہلاکوں کر تھیں نہیں کرنے آیا تھا۔ وہ متناہی بیوگوں میں قلم کی کہانی گیا، لیکن انصاف کے لیے بلکہ رعایا کوکوئی عذاج نہ پیش کر سکا۔

ہنچاپ کی سرزی میں جملہ آوروں کے ساتھ ساتھ اور کبھی کبھی دور روز سے علی ہجوری داتا گنج بخش نہ لبیک پکارتے اس مقام پر آنکے جیسے لاہور کہتے ہیں۔ باشا ہوں، جملہ آوروں، اوپنی چاتی کے مہارشوں سے۔ مرحوم سی تلاش میں سرگردان تھے۔ وہ ان ذریوں میں پناہ گزیں ہونے لگے، جہاں صفت روئی ملتی تھی اور دکھڑا۔ رحمول پاہلات تھا۔

لیکن سچ کا راست پھر مددو دہونے لگا۔ لوگ دنیا کے ستائے ہوئے ذریعے پر آتے تھے، لیکن انہیں تلاش نہیں، نہ صرف حق۔ صوفی کے پاس دینے کو دنیا نہ تھی۔ وہ تو خود بہت کچھ تیار کئے، دنیا کی راحتوں سے مدد و کو خواہشات کے چکل سے نکالنے کا خواب دیکھتا آپ تھا۔

مہاتا بدھ سے لے کر ماذن عہد تک ہی کچھ سکھانے کے لیے کچھ اللہ کے لوگ گھروں سے نکلے۔  
کچھ سوئی ایک غریب کے کام سے میں ڈال رہا تھا، اس کی حاجت مند و ضرورت تھی۔ اس طرح عوام اور جیزے  
مریدین اور خلیفہ حضرات کی دروغ گوئی کا ایک انوکھا سلسلہ چل لگا اور غریب کو پھر صرف احسان کمتری ملا وہ  
انساف نہیں پایا۔

چ کو خوشامد کی خوبصورت چاہر اوزھا کر دن کر دیا گیا۔ لبے لبے نب نے عرب کے مقتدر قبیلوں سے جانے لگے۔ شجرہ لکھتے اور پڑھنے کا رواج ہوا۔ عام آدمی ایک بار پھر اتنی شان و شوکت کے سامنے ہوا کا بکارہ گیا۔ اس نے اپنے ارد کرد یہ بھوٹ کے شامیل نے گاڑھ لیے اور ان میں استراحت کرنے لگا۔ اپنی چوری سینہ زوری کے لئے گردی، ہرگز کی خاطر مر منٹے یا مارڈائے کا جواز اس نے نہیں اور سرم و رواج میں غلاش کر لیا۔

اس طرح مشرق میں انصاف اور قانون کا تصور باقی تورہائیکن اضافی شکل میں اس پر عمل مفتوح تھی۔ مخف

بیت کے سوالوں میں بھی رہے نہ تھے۔ انہیں حملہ آوروں سے بھی اتنا پالانہ پڑا تھا۔ انہیں مختلف رنگوں سے بھی نپٹنے کے لئے تھی۔ گورہ، گندمی، گندم گول، پیازی، سانو لا، کالا ایسے الفاظ ان کی لفظت میں نہ تھے۔ قدرت نے انہیں اس سے بڑی ابری عطا کر کے بڑی سہولت پیدا کر دی تھی۔

### ان کے دو اوصاف

مغرب میں انسان کی شناخت کے لیے وہ چیزیں بروئے کار لائی جاتی ہیں۔ یا تو انسان کے آداب (M) اس کی پہچان ہیں یا اس کا کام اور سماں کا عطا کردہ مقام اس کے Identity Card میں شمار ہوتا ہے۔

میں سے ایک بہت بڑی خوبی ان میں پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ قانون کے پابند رہتے ہیں۔ ان کے لیے ہار بار آئینے ہوتے اور انصاف جو سلام کاروچ روان ہے، ان کے لیے آسان ہو جاتا ہے اور ان کے معاشرے کی پہچان ہیں۔

طبقات وہاں بھی ہیں۔ وہاں بھی نہ ہمواری ہے۔ انسانی معاشرے میں کامل برابری ممکن نہیں لیکن وہاں ایک سوسرے طبقے میں خود قدرے آسان ہے اور انصاف کی شرائط پوری کرنا کارے دار نہیں۔ خال صاحب

حکومت کو بھتے کے لیے بڑے پاپے ہیلے، بہت ساری کتابوں کی چھان میں کی۔ ان کے کامات میں یہ تحریریں ملیں ہیں۔

”ہندو دیوالا میں ایک عجیب و غریب پرندے کا ذکر ہے جس کو دالمیک اپنی رامائن میں جایو کے نام سے پکارتا تھا۔ جس کے پیچوں پیچ جایو گہری نیند ہو یا کرتا تھا۔ یہ بخوبی سائچہ بڑا رسال تک گدھوں کا راجہ ہے اور ان کے سچھیوں پہنچتا رہا۔“

ان گدھوں کے پریوار میں جایو کا بڑا بھائی سپاٹی بھی رہتا تھا، جس نے اپنے چھوٹے بھائی جایو کا جیون تھے کے اسے پر فوج کر دیے تھے کہ وہ دھوپ اور گرمی سے بچا رہے۔ جایو اپنے بڑے بھائی کے اس

جیسے کے کارن ہر گھری اس کی سہا تکارہتا اور اس کی ساری نیتا رہتا۔

جب سری رام چندر جی، لکشمی جی اور سیتا جی ہنوں میں مارے مارے پھرتے تھے تو ان کی نہ ہبھیز پیچھوں کے

دھمکی سے ہوئی۔ وہ اسے دیکھ کر گھبرا گئے، پر جایو نے تکس تو اکر کہا، میں تمہارا میڑ ہوں اور تمہارے باپ شری دشتر کا

مر جھی ہوں۔ جایو نے شری رام چندر جی سے کہا کہ میں تمہارے گر بر نہ ہونے کے سے سیتا جی کی دیکھ بھال کیا کروں

وہنہ لئے رکھوائی کروں گا۔

جب راون سیتا جی کو اٹھا کر لے چلا تو سیتا نے غل مچا کر جایو کو جگایا۔ جایو نے کہا ”ہے راکھش! تیرے

تیرتے سے دھرتی ڈانواں ڈول ہو جائے گی اور تیری آتما زک کا بھتنا بن جائے گی۔ اس ابلاتاری کو چھوڑ دے۔“

پر راکھش نہ مانا اور اس نے اپنے بھالے سے جایو پر بلہ بول دیا۔ جایو نے اپنے پنکو مار مار کر اون کی

وحلش کو توڑ دیا اور اس کے ازن کھٹولے کو دھرتی پر گردایا۔ سیتا اور راون اُزن کھٹولے سے اس روپ میں گرفتار راون کی گودی میں آگئی۔ گھڑی دو گھڑی راون جنایو کے ساتھ لڑتا رہا اور پھر بتیا چاری را کھشش نے اچھل کر دیتے دونوں پنکھے کثار سے کات دیتے۔ جنایو دھرتی پر لوٹنے لگا۔ سیتا نے جنایو کو اٹھا کر اپنی نزل چھاتی سے لگا لیا، پر وہ قبلاً آگ کی طرح ٹھنڈا ہو چکا تھا۔

والمیک کی رامائیش پر ہو کر اشقاد صاحب کو بڑا کھو بوا کہ اس نے جنایو کے کارنا میں کو تو بہت بڑھا چکا ہے لیکن اس کے برادر اکبر سپاٹی کا نہیں اور تدر رہ نہیں یا جس غربت نے اپنے پر جنایو کو دے کر اتنی بڑی قربانی کی تھی جنایو پرانے پھندے میں ناگف اڑا کر راہی ملک عدم ہو گیا تھا۔ آج میرا جی چاہ رہا ہے کہ رامائیش کا ترکھ کر سپاٹی کی تھی پر ہر یہ رہشی فی الواقع کے بعد میں اس کا کیا بتا۔

### مہا بھارت

ٹھہر شرداری بھارج جنچے کے شرپ یکی سے ہو کر ایک رشیوں کی منڈلی میں پہنچتا ہے اور وہاں ان روالی مہا بھارت کے تھے اور واقعات ہیان کرتا ہے جو یکیہ کے دوران میں متفرق رشیوں نے بیان کیے۔

### شرپ یکیہ کی وجہ

چند رہشی خاندان جس کے چند مشہور افراد میں کرشن جی، راجہ شاخو (جس کے فرزند بھیشم تامہ تھے) بھرت (راجہ دشمن کا لڑکا) اور پانڈوؤں کا نام قابل ذکر ہے۔ اسی خاندان کا ایک مشہور بادشاہ پر تکھت تھا۔ اس کے پر تکھت سیر و شکار کی غرض سے توبن میں گیا۔ اچاک ساتھیوں سے پھر گیا۔ مارا مارا پھر رہا تھا کہ ایک رشی نظر آؤ۔ مون بھرت (چپ سادھے) رکھے مانک سے لوگوں نے بینٹا تھا۔

راجہ نے لاکھ بیانیں اس کی زبان و جہش نہ ہوئی۔ آخر تھگ آ کر راجہ نے ایک مر اہوا سانپ سمیک کی گلے میں ڈال دیا اور آپ رخصت ہوا۔ راستے میں شرگی رشی سے ملاقت ہوئی۔ اسے تمام حالات بتائے۔ اتفاق شرگی رشی سمیک کا بینتا تھا۔ جھٹ سراپ دیا کر جا تھے آج سے سات دن کے اندر اندر تکشک تاگ ڈس لے۔ باوجود یہ ہر طرح سے حفاظت کی گئی لیکن تکشک ایک سبب میں داخل ہو کر راجہ کے پاس پہنچا اور جو نہ لے سبب تراشا، ڈس کر چلتا ہوا۔

اسی راجہ کا بینا جنچے جب بڑا ہوا تو اس نے سرپ یکیہ کیا۔ تمام رشیوں مٹیوں کو اکٹھا کیا۔ ہون جلایا جس سے زمانے بھر کے سانپ اڑا کر آتے اور بھیسم ہوتے رہے۔ آخر تکشک جو راجہ اندر کے ہاں پناہ گزیں ہو چکا تھا، آجیہ ہو گیا۔ رشی آشنک کے کہے پر راجہ نے سرپ یکیہ بند کر دیا۔ دیاں جی کی پیدائش (اٹھارہ بُان اور وید تصنیف کی)

چند رہنمی راجاؤں میں ایک راجہ بھوگز را ہے۔ اس کے ہاں ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوئے۔ لڑکا تو اس تھوڑے اور لڑکی کو ایک ملاج کے پرہ دیا۔ لڑکی کے ذمے یہ کام تھا کہ رشیوں کو ایک کنارے سے دوسرے کنارے پر قریب پارہ برس کا سن تھا۔ جب ایک دن یا رات شریجی جو ایک پہنچے ہوئے بزرگ تھے، اس کی معیت میں پار جانے تھے۔ نیچوں کہ ماحول کی لوکی تھی، اس لیے اس کے جسم سے چھپلی کی بساند اٹھتی تھی، جس کا اسے بہت خیال تھا۔ اسی دل میں اس پر آگیا اور اسی تریک میں دعاوی کہ آج سے تیرے جسم سے عدل کی خوبیوں آیا کرے گی اور اگر حمل ہو جائے تو جہاں پیدا ہوا کہ باہر دشاید۔۔۔۔۔ ویساں جی پیدا ہوتے ہی جنگوں کی راولی، جہاں ساری زندگی تھی میں کافی۔

### راجہ و شہنشہ و شکنستلا

راجہ جیسے اپنے خاندان کے حالات سن رہا تھا اور جاننا چاہتا تھا کہ ہندوستان کا نام بھارت ورش کیوں نہ پڑے۔ سو نے بیان کیا کہ شکنستلا اور حمل و شوامترشی کی لڑکی تھی۔ رشی کا جپ تپ اس تدریج پر کا تھا کہ مہاراج اندر رواپنے حکمران کے لائے پڑے۔ اس پر مذکور کا کوٹھب کیا اور حکمر صادر فرمایا کہ جا کر رنگ بھینگ کرو۔ مذکون نے کام دیو اور سی کو ساتھ لیا کر دکھل دیا اور حکمر حامم بنیانی۔ وشوامتر اور مذکور کے میل سے شکنستلا پیدا ہوئی۔ رشی مہماں پھر جپ چھٹے مشغول ہوئے۔ مذکون نے سورگ کی راہی۔ شکنستلا کو کنورشی نے میتی ہا کر پال لیا۔

ایک دن راجہ و شہنشہ بھنگل میں آئے۔ شکنستلا کا روپ دیکھ کر دل آگیا۔ گندھرپ دوا دیا۔ شکنستلا نے برداں پر حمل ہوا اور پچھے پیدا ہوا تو وہی تخت دたاج کا وارث ہو گا۔ و شہنشہ نے برداں دیا اور گھر کی راہی۔ کنورشی واپس تھے۔ تو کھکھا کہ شکنستلا بیوی جا بیکھلے۔

کچھ عرصہ بعد راجہ بھرست پیدا ہوئے۔ ماں نے بچہ کو راجہ و شہنشہ کے پاس بھیجی، جس نے پیچانتے سے اس لیے یہ کہ زمانے کی طعنہ زنی سے ڈرتا تھا۔ بالآخر آکاش سے آواز آئی کہ یہی فرزند تخت دتاج کا مالک ہو گا۔ سو شکنستلا صفت رانی بیانیا اور یوں بھرست کے نام پر ہندوستان کا نام بھارت ورش ہوا۔

### ہھیشم پیامس کی پیدائش

ایک روز بہم سجا کا جلاس ہوا۔ اس میں مہابھک راجہ بھی آئے اور دیوتاؤں کی استریاں بھی تشریف لائیں۔ یعنی نکاح و جمال افراد ایسا تھا کہ مہابھک عاشق ہو گئے۔ برہاجی بر افروخت ہوئے کہ ایسی مجلس میں یہ ایسی بدحاظی۔ یہی کہ جاؤز میں پر ایک جنم بھوگ کر آؤ۔ یہی راجہ شانتو کے روپ میں پیدا ہوئے۔ لگا جی کے دل میں بھی آگ ہے۔ رہنی تھی۔

مہابھک کی وجہ سے اپنے باپ برہما سے اجازت لی اور دنیا کا رخ کیا۔ راستے میں آٹھ سبو ملے کہ جنہیں دنیا سے بندگی کا نئے کا سراپ ملا تھا۔ لگا جی نے وعدہ کیا کہ انہیں اپنے بطن سے پیدا کر کے جلد از جلد دنیا سے رخصت کروے۔

گی لیکن ایک بچہ دنیا میں باقی رہے گا۔ ایک سیو جس کا نام دینیو تھا راضی ہو گیا لیکن یہ شرط پیش کی کہ جب تک جیوں ہو کر جو دنیاوی جھنجھٹ میں نہ پڑوں گا۔ یعنی شادی بیاہ نہ کروں گا۔

گنگا کی شادی شانتو سے ہوئی تو اس نے راجہ سے بمانگا کہ جو کچھ میں کروں مجھے لو کنا نہیں۔ سات بجے کے ہال اڑ کے پیدا ہوئے۔ وہ بچہ پیدا ہوتے ہی گنگا کے سپرد کر دی تھی۔ جب آٹھویں بار جمل ہوا تو شانتو نا راض ہو گیا۔ اس بار بچہ میرا ہو گا۔ بچہ (دیوبرت) پیدا ہوا تو گنگا رخصت ہوئی کیونکہ راجہ نے اسے لوک دیا تھا۔ اس طرح دیوبرت جس کا نام بعد دیوبھیم پتا مہہ ہوا اور جس نے ساری زندگی برہم چاری کی زندگی بسر کی۔

### راجہ شانتو کی متسودری سے شادی

متسودری جس کا نام اس کی خوشبو کے باعث جو جن گندھا پڑ گیا تھا، ایک دریا پر ملا جی کرنے جاتی تھی۔ جس شانتو کو خوشبو کشاں کشاں کھینچ لائی۔ دیکھا تو صورت بھی بدائی نظر آئی۔ ملاح سے اڑ کی کامدی ہوا لیکن ملاح ہال گیا۔ گم پہنچا تو حالت غیر دیکھ رکھیم پتا مہے وہ بچہ۔ جب علم ہوا کہ یوں جو جن گندھا کے لیے پریشان ہیں تو ملاح کے پوتے پہنچا اور ہر ملکن شرط مانے کو تیار ہو کھڑا ہوا۔ ملاح نے کہا کہ میری بیٹی کے بطن سے جو بچہ پیدا ہو وہی بادشاہ بنے۔ رکھیم پتا مہے وہ دیکھ لیا کہ جیتے جی شادی ہی نہ کرے گا تا کہ متسودری کا بچہ راجہ گندی کا وارث ہو سکے۔ اپنے باپ کے یہ متسودری کو لے کر روانہ ہوا۔ یاد رہے اسی متسودری کے بطن سے ویاس جی بھی پیدا ہوئے تھے اور اسی رانی کا نام راجہ شانتو نے رانی ستونی رکھا۔

متسودری کے بطن سے دو فرزند تولد ہوئے۔ چترالنگدار پختیر بیرج۔ ابھی دونوں کمن تھے کہ راجہ شانتو کا انتقال ہو گیا۔ رکھیم پتا مہے نے بڑے لڑکے والدی پر بخدا کر لفڑم و نسق اپنے باتھ میں لیا، لیکن بڑے اڑکا نالائق ثابت ہوا اور ایک بڑی میں مارا گیا اور یوں پختیر بیرج راجا ہوا۔ وہ بڑا نیک بچہ اور راست باز تھا۔ رکھیم کی باتیں من و عن مانتا تھا۔

جب پختیر بیرج کی بلوش کو پہنچا تو ان ہی دنوں راجا کا شیخ نے اپنی تین راجکار یوں ایسا کا اور اپنکا کام ساخت رچایا۔ رکھیم پتا مہے پختیر بیرج کو لے کر پہنچا اور سو بھر کے اصول جمد امیدواروں کے گوش گزار کیے۔

برہم و واہ: دفتر کو آر است کر کے ہاتھ میں پانی دے کر کنیا دان لیا جائے۔ 1

امر و واہ: دولت کا لائج دے کر عزیز و اراق رب کو چافیں لیا جائے اور یوں اڑ کی سے واہ کیا جائے۔ 2

راہکھش و واہ: زبردستی اور ظلم سے اڑ کی کے والدین کو رضامند کیا جائے اور پھر اڑ کی کی رضامندی کے حقوق شادی کی جائے۔ 3

گندھرب و واہ: عورت اور مرد جوش محبت میں بیاہ کر لیں۔ افضل مانا گیا ہے۔ 4

آرش و واہ: یہ افضل قوئیں لیکن رانج ہے۔ دو گائیں خاوند سے وصول کر کے اڑ کی سپرد کر دی جائے۔ 5

دیوب و واہ: اعلیٰ درجے کا مانا گیا ہے۔ سو بھر اسی اصول پر ہوتے ہیں۔ 6

پرجاہت و واہ: افضل مانا گیا ہے۔ جہیز دے کر لائق اڑ کا ذہونڈ کر اڑ کی بیاہ وی جائے۔ 7

**بیتِ حق و وادا:** حدود رجہ کا ناقص اور داخل گناہ ہے۔ لڑکی کو حواس باختہ پا کر یا نشہ پلا کر آزادے جانا۔ بھیشم پامہ نے اپنے زور بازو سے تینوں راجحہ ریاں سنبھالیں اور چلتے ہے۔ راہ میں کئی ایک راجھوں سے مسخر ہوئی تھیں لیکن سمجھی ہار گئے اور بھیشم پامہ تینوں لڑکیوں کو لے ہستنا پور پہنچے۔ ایسا نے موقع پا کر گزارش کی کہ چونکہ تینوں ملکیت ہوں اس لیے مجھے معاف کیجیے اور اس کے پاس بھجوائیے۔

بھیشم مان گئے اور یوں پھر تیرخ کی دو رانیاں ہو گئیں۔ کچھ عرصہ کے بعد راجہ لاولہدہ مر گیا اور مہارانی ستونی رانیت کی فکر میں دیاں تھیں کہ بلا دیا کہ اب انتظام فرمائیے۔ جائز وارث کوئی نہیں اور رانیاں تھیں مرتی ہیں۔ دیاں تھیں تھیں سے کہ بن بھن کریم رے پاس آئیں اور نہ گھبرائیں۔ پہلے بنا کا گئی۔ بچارہ دیاں تھیں جی کو دیکھ کر لیکی گھبرائی کر دیتی ہیں۔ اسی لیے انہے دھرا شتر پیدا ہوئے۔ پھر ایسا ناکا گئی۔ دیکھتے ہی رنگ از گیا۔ اس کے بطن سے پانڈو پیدا ہوئے۔

### پھر تیرخ

(ماروی کے بطن سے)

پانڈو

پانڈو

دھر ترا شر

بُرکا

(گندھاری کے بطن سے)

بُریو دھن

(اینا کا) (کنخی) کے بطن سے

بُخنی

جہ شتر

دُوشان

بھیشم سن

دُو شان

ارجن

دُه

نکل

(مو بھانی)

### سہد یا

دھر ترا شتر کی بیوی گندھاری کو ایک جو گی کا برداں تھا کہ سو بیٹے کھلانے لگی۔ ابھی اس حمل باقی تھا جب اسے خبر ہوئی کہ خدا نے پانچ لڑکے عطا کیے تو مارے حسد کے پیٹ پینٹے گئی۔ حمل گر گیا۔ اب اس نے جو گی کی دہائی دی کہ وادی دیواری رشی تھی کا نزول ہوا۔ حکم ہوا کہ گوشت کے لفڑے کو سو حصوں میں تقسیم کر کے سو گی کے مکون میں بند کر دا اور حدم سو کور و پیدا ہوں۔

مہارانی کنکنی جب چھوٹی تھی دربار سارش نے اسے ایک منتر سکھایا کہ جب چاہو گئی کسی دیوتا کو بلا سکو گی۔ جب تھیں بیچنی تو ایک دن اس منتر کی آزمائش کی اور سرخ نارائن کو بلا دیا۔ وہ حاضر ہوئے تو آتے ہی عاشق ہو گئے۔ حمل تھیں بیچنی دیوان دیا کہ بچے کی کسی کو خبر نہ ہو گی۔ وقت میں پر کرن پیدا ہوا اور کنکنی نے پانی میں ڈال کر خدا کے حوالے کیا اور بھر ترا شتر کے رہباں نے بینا بنا کر پروردش کی۔

راجہ پانڈو ایک دن شکار کو گئے تو ایک ہرلنی کو عین جنسی فعل کے وقت مارا جس رشی کا ہرن تھا اس نے کہ تو بھی عین لطف زندگی کے وقت جان دے گا۔ راجہ پانڈو کا جی راج پاٹ سے بھر گیا۔ وہ اپنی دونوں رانیوں کو

لے کر جنگل میں رہنے لگا۔ اولاد کی امنگ دن پر دن بڑھی اور آخر میں یوں دیوتاؤں کو لد ولدی کا داغ منافع کے جائے۔

مہارانی کنتی اور سری دھرم راج (یم دوت)	راجہ جدھشٹر
کنتی اور پوان جی	بھیم سین
کنتی اور راجہ اندر	ارجن
ماروی اور اسوئی کمر	نکل اور سیدھی

یہیں ایک دن پانڈو ماروی کے روپ سے بہت ہی متاثر ہو گئے اور موت کی پرواہ بھی نہ کی تو یہیں اپنے کے وقت جان نکل گئی۔ ماروی نے سبی ہونا قبول کیا اور کچی پانڈوں کو لے کر مستنا پورا ہو گی۔ دریو دھن شروع سے ہی جسد تھا اس نے بھیم سین کو زبردے دیا یہیں ہاگی ناگ نے سارا زہر کھینچ لیا جیسے بھیم سین بخیر و عافیت والیں لوئے۔

درونا چاریہ کو ان کی تعلیم و تربیت کے لیے مقرر کیا گیا اور جب دوں لاکھ ہو گئے تو ایک دن دریو دھن بھیم سین کو زبردیا۔ اس نے ہارہا سکنگ کی دھڑائیں متی سے شادی کر لی۔

حسد نے رفتہ رفتہ یہ صورت پکڑی کہ اسکے رہنا ناممکن ہو گیا اور فیصلہ ہوا کہ بڑا وہ میں پانڈوں ہیں بودھ میں کرو۔ اور ہر دریو دھن نے سیکھیاں کی اور ایک لاکھ سعد کا عمدہ مکان تعمیر کر دیا۔ تدبیر یہ تھی کہ سوتے میں مکار کو کھا جائے۔ حسن اتنا لیت سے راجہ جدھشٹر کو علم ہو گیا اور جس رات مکان جلناتھا اس رات وہ خاموشی سے اپنی ماں کنتی حستہ برآ گئے اور ان کی جگہ پانچ نقیروں اور ان کی مل بھیم ہو کر رہ گئے۔ اب دریو دھن خوش ہوا۔

اب یہ پانچوں بھائی آوارہ پھرنا گئے۔ راویں بھیم سین پر بدھ را کشنا فریفہتہ ہو گئی اور بھیم سین نے اس ساتھ گندھر بدوہ کر لیا۔ اس کیب طعن سے گھوٹ کج پیدا ہوا۔ ان ہی دنوں میں مہاراجہ دروپدی کی بیکن دروپدی ہوا۔ شرط یہ تھی کہ ایک بھڑکتی چکتی جو اہرات کی پھٹکی کو ایک تیل کے کڑا ہے میں دیکھ کر نشانہ لگایا جائے۔ چکر شو شیخو تھا۔ پھٹکی پر نظر نہ چھتی تھی۔ سب راجہ ہار گئے۔ ارجمن جو برسوں کے بھیس میں تھا، اٹھا اور شرط جیتا۔

جب دروپدی کو لے کر کیسا میں آئے تو میں سے کہا کہ ایک ماں لائے ہیں بہت ہی عدو۔ ماں نے کہا بھائی ہاٹ اور دروپدی پانچوں کی بیوی ہو گئی۔ پورا ایک سال ایک بھائی کے ساتھ رہتی تھی اور شرط تھی کہ اگر غلط سو دوسرا بھائی خواب گاہ میں آجائے تو اسے بارہ برس کا بن بس۔ ارجمن ایک دن ایک بھیمن کی رکشا کے لیے آئی۔ وغیرہ لینے اندر چلا گیا تو پھر اسے بارہ برس بن بس نصیب ہوا۔

راجہ دھرم راج نے سلطنت کے حصے بخزے کر دیئے۔ مستنا پور کو روں کو ملا اور اندر پرست پانڈوں کو۔ ارجمن نے اپنے بارہ برس کے دوران میں باسکنگ کی بڑی کوپی سے گندھر بدوہ کیا۔ پھر تو پر راجہ کماری چندا لگدا اور اس کی بہن کو عقد میں لایا اور آخر میں کرشن جی کی بہن سوبھدرہ سے شادی کی جس کے عنصر اسکمبو پیدا ہوا۔

راجہ جدھشز کو سری کرشن نے صلاح کی کہ راج سویہ یکیہ کروں میں اس نے پانڈوں کو بھی مدعو کیا جو اس جگہ کی گئی تھی کہ راج سویہ کام موقع ڈھونڈنے لگے۔ آخر جدھشز وغیرہ کو اپنے ہاں مدعو کیا اور جوئے میں شکنی پر سے اس کا سب کچھ جیت لیا۔ حتیٰ کہ وہ پانچوں بھائی غلام اور درود پدی کنیز ہو گئی۔ اس پر بھی دریودھن کا کلیجہ میں اس نے درود پدی کو سر دربار برہنہ کرنا چاہا لیکن جوں جوں وہ شاسن چادر کھینچتا تھا، ستر لمبا ہوتا جاتا تھا کہ دربار میں سے محروم گیا۔ پھر دریودھن نے ران ننگی کی اور درود پدی کو دعوت دی کہ کروں میں سے کسی کی رانی بن جائے۔ اس کو جنکن نے وعدہ کیا کہ وہ زرائل میں کرن کی جان لے گا اور دریودھن کی ران توڑے گا۔ جب رانی گاندھاری کو اس کو جنکن کی طرف ہوا تو درود پدی آئی اور درھرا شتر کو شرمندہ کیا اور جدھشز کو راج پاٹ دلا دیا۔

دریودھن کے دل میں دکھ تھا۔ اس نے دوبارہ جدھشز کے ساتھ جو اصلیا اور اس پار شرط یہ رکھی کہ جوہارے اس عذاب پارہ برس بن جائے۔ اس کے بعد ایک سال گپت رہتا۔ اگر اس سال کے دران میں دوسرا فریض پیچان لے تو اس کا جن باس... جدھشز بارگیا اور یوں پانڈوں کا جن باس شروع ہوا۔ پانڈوں کے باتحہ برہمنوں کا ایک لکڑا انہوں میں سوچن سورج نارائن کے بروان کے باعث جدھشزان سب کی قواعد کرتا ہی رہتا۔

ارجن نے بہت دن تپیا کی تو ایک دن مہادیو جی، نفس نیس آئے اور اسے آزمایا۔ دران جنگ مہادیو کا جسم پر چھو گیا اور اس طرح ارجن میں یقوت پیدا ہو گئی کہ وہ اسی جسم سمیت بہشت جا سکتا تھا۔ وہم راج اندر وغیرہ میں لے گئے اور ہر قسم کا علم دن سکھایا۔ جب شسترودیا (علم جنگ و جدل) بہت سیکھ گیا تو اندرے نے چتر میں کے مولا کے گندھر بودیا (موسیقی) بھی سیکھ لے گئے۔ اس طرح جب ارجن اسپراؤں کے ساتھ نجاح کانے کی مشق میں مشغول تھا اس پر عاشق ہو گئی لیکن ارجن نے نالا۔ اس پر اربی خشکیں ہوئی اور بدوز عادی کہ جا ایک سال بیکھرا جن کر تھا خدا کا ہے۔ یہ سر اپ اس وقت کام آیا جب ارجن کو کوروں سے چھینے کے لیے راجا براث کے ہاں پناہ لینا پڑی۔ راجہ جدھشز نے اس دران میں تمام تیرخوں کی زیارت کی اور رشیوں سے اپنے اسلاف کی کہانیاں سنیں جن میں سے بھی کی داستان آج کل زبان زدعا ہے۔

### فل و مینتی

راجنل و مینتی پر عاشق تھا لیکن اس نک رسانی تھی۔ ایک دن ایک بنس تاباؤ آگیا۔ بنس نے رہائی تو راجہ نے ایک شرط پر۔ مینتی سے جا کر میری محبت کا چرچا کرو۔ مینتی نے جب راج نہ کی زبانی راج کا احوال سناتو بزار نہ یقین ہو گئی۔ مینتی کے باپ "بھیم سین" (پانڈوں) نے سوہنگر کی خبر ہاتی۔ اس سوہنگر میں شریک ہونے کو اندر، وہم میں اور بردن دیوتا بھی جا رہے تھے۔ راہ میں راجا اندر سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے کہا کہ راجنل ہمارا ایک بیام کے پاس لے جاؤ کہ ہم چاروں میں سے کسی کو شہر بنانا قبول کر لے۔

راجنل نے الپ انجن لگایا اور دمینتی کے حضور پہنچا لیکن وہاں تو اورہی گل کھلا۔ مینتی اٹھ راجنل جی پر سو جان ستر ہونے لگی۔ دوسرے دن جب سوہنگر میں مینتی نے جب مالا دالنے کی غرض سے راجنل کو ڈھونڈا تو پتہ لگا راجنل کی صفت کے چار او ر بھی بیٹھے ہیں۔ سپٹائی اور دعا مانگنے لگی۔ آخر خیال آیا کہ ہونہ ہو یہ چاراگن، وہم، اندر اور بردن ہیں۔

سوچا تو دیوتا کی پیچان صاف نظر آئی نہ تو سایہ تھا نہ آنکھیں جھکتی تھیں اور ان کے پاؤں تخت سے کچھ اونچے تھے۔ جس راجنگل کے گلے میں بے ملاڈال دی۔ اس موقع پر دیوتا وہ نہیں کو برداں دیے۔

-1 تمہارے یگ میں تمام دیوتا اصلی صورتوں میں رونق افروز ہوں گے۔

-2 عمده طور پر نجات ہوگی۔

اگنی دیوتا بولے

-1 جب یاد کرو گے آؤں گا۔

-2 مرنے کے بعد اس سے روشن جگہ ہو گے جہاں میں ہوں۔

دھرم راج بولے

-1 تمہارے باتحک کی پکائی ہوئی چیز زائد القدر میں بنے ظییر ہوگی۔

-2 اور ہمار عذایت کیا جس کی خوبی بھی نہیں جاسکتی۔

برن نے کہا

جب یہ دکرد گے پانی مل جانے گا اور جس خالی برتلن کو دیکھو گے جبرا ہوایا گے۔

لکھک جو دمیٹنی کا خواب اس تھا۔ وقت پر سو بھر میں نہ پہنچا۔ اب عرس کے بعد اس نے انتقام کی سوچی اور راجنگل کے بھائی پھٹکر کو جو ہے پر اکسیما۔ قل نے تخت دناجہ اور کردمیتی کے ساتھ جگل کی رہا۔ اور اپنے لڑکے، لڑکی کو اپنے پری کے پاس کندن پور بیٹھ ڈیا۔

رانی نے بہت کہا کہ چلو میرے میئے چلو لیکن مل کو منظور نہ ہوا اور ایک رات جب اس نے موقع پاپا تو دیوتا میتی کو آ دھی چادر پھاڑ کر چلتا ہے۔ اب دمیٹنی روئی چلاتی بھٹکتی بھٹکاتی راجہ چند ہری کے ہاں پہنچی۔ راجنگل جب جنگلوں میں کھڑا رہا تھا تو کر کوک نہ گل آگ میں جل رہا تھا۔ راجنے اس کی جانب پھاٹ لیکن اس نے موقع پاتے ہی کاٹ کھایا۔ جھرے سے راجہ کی جیت کدائی ہی بدال گئی۔

اب ناگ بولا، یہ میری کھلی لو، جب اصلی روپ میں آتا چاہو گے اسی کی بدولت آؤ گے۔ دمیٹنی کو آخرباپتی دھونڈنکالا اور پھر نل کی تلاش جاری ہوئی۔ راجنگل راجہ تو برن کا تردد بان ہو گیا۔ رانی نے پکھہ برہمن چار دنگ میتھے کر کر اشلوک ہر جگہ سنائیں جہاں سے کھیک جواب میں جیں مل جو گا۔ تو برن کے رحباں لیکن راجنگل نے اشلوک پڑھ کر جواب دیئے۔ اب دمیٹنی نے تو برن کے پاس پیام بھوایا کہ چونکہ راجنگل لاپتہ ہے اس لیے دوبارہ سو بھر رچار ہی ہوں۔ ایک دن میں پہنچو۔

تو برن اور نل رجھ پر روانہ ہوئے تو گھوڑے ہوا ہو گئے۔ راجہ میں راجہ تو برن نے ایک چھترارورخت گئے تھے پتے اور پھل گن لیے۔ نل متوجہ ہوا کہ اتنی تھوڑی دیر میں ایسا حساب۔ سو فیصلہ ہوا کہ نل راجہ کو رحباں سکھائے جسے عرض راجہ تو برن اسے یہن سکھائے گا۔ جب دربار میں پہنچے تو رانی پیچاں نہ کی کہ نل کوں ہے۔ سو اس نے اپنی خواصِ محی کو نل کے پاس دو خالی ملکیتے دے کر بھیجا۔ جو نبی نل کی نظر پڑی وہ پانی سے بھر گے۔ پھر نل کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا گھینٹہ

سخن : صدیقہ خیر آگ کی چنگاری کے آگ جلائی تو مینتی کو اعتبار آ گیا کہ ہونہ ہو یہی راجل ہے۔  
بے نے اپنے بچوں کو اپنی خدمت میں بھیجا۔ راجد اپنیں دیکھ کر رونے لگا۔ سو تصدیق ہوئی کہ یہی اپنی ہے۔  
جس شانے اس کے بعد پھر شکر سے جوابازی کھیلی۔ اس بار چونکہ ایک بیڑے کے درخت کو ڈھاچ کا تھا۔  
بے نے اپنے بچوں میں رہتا تھا اور یوں تھا کہ تابع ہو گیا تھا) اس لیے پشکر کی کوئی پیش نہ گئی اور یوں راجل نے پھر

لیکھ دیا ہے۔ وہ پدی تیجی تھی کہ ایک خوبصورت کنوں کا بچوں اس کے پاس آ کر گرا۔ اس نے بھیم سین  
کو اگر اپنے ہی بچھوں میں تکمیل کیا تھا ہو۔ بھیم سین روانہ ہوا تو ٹندھ مادوں پر بہت میک گز ہوا۔ یہاں  
کوئی بچوں لینے سے روکا کیا کہ یہ باغ گنڈھ یوں کا تھا اور وہ ہی بچوں کے جائز حقدار تھے۔ ہنومان اور  
بھیک ہوئی لیکن بھیم سین اس کا بچھوں نہ بگاڑ سکا اور جب اسے ٹھم ہوا کہ یہی ہنومان ہیں تو اسے استدعا کی کہ  
بھر جو اسے بھی بتائے جائیں۔

ہنومان نے رہائی کے واقعہ سنتے کے ٹھمن میں کہا کہ جگ مندر جذلیں ہیں:  
جنم بھرم کی پوری عملداری کا زمانہ۔ وید ایک ہی تھے۔ شام سیخ اختر اور رگ وید کی تخصیص تھی۔  
حست جگ سے کم لیکن انسان راتی پسند اور عبادت سے غافل نہ تھے۔  
بھرم میں کی ایک وید کے بد لے چارو وید بنے۔  
سر جھر میں اوہ بھرم زوروں پر ہو گا۔

بچوں جدھشڑ اور اس کے چاروں بھائی (ارجن بہشت میں تھا) بن باس کاٹ رہے تھے، ہری کشن بھگوان  
بھس کے ان کے پاس آئے۔ درود پدی اور سوت بھامان میں پتی برتاب عورتوں کے متعلق ہائیں ہوئیں اور درود پدی  
سوت بھوت کی فضیلت بیان کی۔ مارکنڈ جب بھی جو درود پدی سے بہت خوش تھے۔ انہوں نے راجہ جدھشڑ کو سیتاوان  
کھنکی کہانی سنائی جس میں ایک پتی برتاب عورت کا انتباہ ہے۔

"اموپت" درویش کا راجد وار تھا۔ اس نے گلہ کیا اور ساوتری سے اولاد کی خواہش کی۔ جب لڑکی پیدا ہوئی  
جس کا نام بھی ساوتری رکھا۔ جب بڑی تواموپت نے اسے کلپی اختیار دیا کہ جس کے ساتھ چاہے شادی کرے۔  
جسے جگل میں ساوتری کی پاگل جا رہی تھی۔ سیتاوان نظر پڑا۔ اس کا باپ اندھا تھا اور راج پات کھو کر جنگل میں  
تھا۔ تھری نے جب اس کے ساتھ شادی کی تمنا کی۔ نارو جی نے کہا کہ لڑکا تو اچھا ہے لیکن عمر فقط ایک سال باقی  
تھا۔ تھری نے بھراہی سے شادی کی۔ جب ایک سال گزر ا تو ایک دن سیتاوان کلہاڑ لے کر بچوں تیل اور کنڑیاں لینے  
اور وتری بھی ساتھ ہوئی۔ کچھ دیر بعد سیتاوان اس کے زانو پر سر دھر کر سویا تو سوتا ہی رہ گیا۔ نگاہ اٹھائی تو سامنے  
کھبڑی کے قاب کو انگوٹھے بھر کا بنا کر جانے والا تھا۔

پس ساوتری میراج کے ساتھ ہوئی۔ میراج نے کہا کہ تو چونکہ پتی برتاب عورت ہے سو ماںگ کیا مانگتی ہے۔ فقط  
یہاں نہ مانگنا۔ ساوتری نے کہا تو سُسر کی آنکھیں دے دیجیے اور اقبال کے آفتاب کو گہن سے نکال کر

چکائیے۔ استدعا قبول ہوئی مگر اب بھی ساوتزی پیچھے پیچھے چلتی رہی۔ یہ راج نے دیکھا تو پھر برداں دیا۔ سو جو  
سر کو راج پاٹ دلوائیے اور دھرم اتنا بنائیے۔

یہ بھی بات یہ راج نے مان لی یعنی اب بھی ساوتزی ساتھ ساتھ چل رہی تھی اور دھرم کی باتیں کیے بھی  
یہ راج نے کہا، اب کیا چاہیے؟ کہنے لگی کہ میرے بھائی نہیں ہے، ایسا برداں دیجیے کہ ماں کے سو بڑے ہوں۔  
منظور ہوئی یعنی پھر جب یہ راج نے مزکر دیکھا تو ساوتزی ساتھ بولے، ماں کیا مانگتی ہے؟ ساوتزی نے کہا کہ  
ہے سو طاقتور، دھرم وال اور سعادت مند لڑکوں کی ماں ہنسیئے یہ راج نے کہا، ماں۔ اب ساوتزی نے کہا، میرے  
سیانے ہیں، جب سنتی وادی ہی آپ کے ساتھ ہے تو میں ماں کیتے ہوں گی۔ سو سنتی وادی کی روشن واپس کی گئی اور  
خوش رہنے لگی۔

رام سیتا کا ذکر مارکنڈے جی کی زبانی

جب رام چندروں غیرہ میں میں تھے تو راویں ایک دن سیتا جی کو اڑا لے جانے میں میں آیا۔ راویں نہیں  
دنیا کے تمام شہر دوں کا سرتاج تھا۔

برہماجی

پولٹ  
(بیوی گدھا)

سیوا نمکھو  
(واپس بلالیا گیا)



برہماجی نے جہاں تمام خلقت بنائی وہاں دفر زندگی پیدا کیے۔ پولٹ اور سو نمکھو۔ پولٹ کی  
گوچھا تھا۔ اس کے بطن سے بے برداں کی پیدائش ہوئی یعنی اسے بچپن سے ہی برہماجی نے سنبھال لیا۔ اب  
پیدائش ہوئی۔ اس نے ایسی جپ تپ کی کہ کوئیر جی نے سوچا جانے یہ عبادت کیا رنگ لائے۔ را کھششوں کی تھی ج  
جمیل لڑکیاں اس کے پاس بیٹھ ڈیں۔ (را کا۔ بانی۔ سپتو تکلا) وغیرہ نے ان چار بچوں کو حتم دیا۔ بھیکھن (دھرم)۔ تھ  
راون۔ کبھکرن (مہیب صورت) اور بھرپوپ کھا (دھرم اتنا لوگوں کی دشمن)

راون نے ایسی تپیا کی کہ برہماجی اور مہادیو جی آئے اور کہا، وہی زندگی کے علاوہ جو مانگنا ہے، مگر  
وہی مرتبا سر کاٹ کاٹ کر چڑھایا تو برداں منظور ملا۔ جب چاہو گے دس مر جاؤں گے اور پھر لطف یہ کہ خوبصورت

جس دھرم ابردان یہ دیا کہ مولے انسان برپیچھہ اور بندروں کے کوئی تمہیں مارنے سکے گا۔ جب راون کو یہ برداں ملے گیے تو وہ ہوا کہ دیوتا بھی اس سے پناہ مانگنے لگے۔ اب انہیں فکر ہوئی کہ آخراون سے کوئی نکراتا ہے۔ صلاح نکتہ، دیوتا بندروں پر پیچھہ ہن کر دھرتی پر جائیں۔

بھائی بھی کے سو بھر میں رام چدر نے رشکا، دلش توز اور سیتا بھی کو بیاہ لائے۔ جب راجہ دشمن بوزھا ہوا تو راجہ کو راج دے کر جپ تپ میں ٹھیکن ملٹھا خواص نے ایسی لگائی بھجائی کی کہ رانی لکھنی نے اپنے دو سابقہ دشمنوں کو متوا کر چھوڑے۔ اولادیہ کہ بھرت کو راج گدھی ملے اور دمکر رام کو چودہ برس ہیں باس۔

راجہ دشمن کو رام کے بن جاتے ہیں جن بحق ہوئے۔ ابھر بھرت اور شر و بھن تباہی سے والپیں آئے تو رنگ ہی تھا۔ بھن رام اور سیتا ہیں باس کو جا پہنچنے تھے اور بھرت راجا تھا بھرت نے رام کا بیچھا کیا۔ جھر کوٹ کے مقام پر بھر نے لوٹ جانے پر اصرار کیا۔ رام نے ہپ کے دندے کے پاس کیا۔ آخرا بھرت رام چدر کی لکھڑا دیں جسے بھر چودہ برس راستا کرتا ہے۔

جن دنوں رام چدر بھی ٹھیک و فی میں میتم تھے، ان دنوں اس علاقے پر کھر و بھن کا راج تھا۔ سروپ نکھا اپنے بھائی بھن میں آئی۔ پہلے رام کو بھایا پھر لکھن کے سر ہوئی۔ اس نے فحیے میں آ کر زکر کاٹ دی۔ کھر و بھن کے بھائی بھنی تھی۔ سب را کھشش لڑنے آئے لیکن مارے گئے۔ اب سروپ نکھاراون کے پاس گئی اور اسے غیرت بھن نے سحر کھائے ہرن ہن کر ”ماریج“ کو بیچ و فی بھیجا۔ چھلاؤے پر چھلادے رکھا۔ رام چدر سیتا بھی کل بھر نے کو نکلے۔ تھوڑی دیر کے بعد آواز آئی، دوڑو لکھن رام کی جان پر ملی ہے۔

بھن گویتا کو تھا چھوڑ کر جانا نہ چاہتا تھا لیکن سیتا بھی بضند ہوئیں کہ رام کی کمک کو پہنچو۔ چلتے چلتے پھنسن بیٹھا گیا۔ راون آیا تو سیتا بھی نے کنڈلی کے اندر سے پھل پھول پیش کیے لیکن راون جو بھنسن کے بھیس میں سر گردہ کھتا باہر نکل کر دی جائے۔

جب سیتا بھی باہر نکلیں تو لے اڑا۔ راستے میں گدھ جنایونے دو کا لیکن راون سے پیش نہ گئی۔ سیتا بھی راستے میں تھی جاتی تھیں تاکہ رام چدر کو دھونڈنے میں سہولت ہو۔ لئکہ بھنی کر سیتا بھی کو اشوک بانکا میں رکھ کر را کھشتوں کا بھر جب رام لکھن ڈھونڈتے ہوئے لئکے تو گدھ جنالوں نے تمام کیفیت بیان کی اور جان بحق ہو گیا۔ پھر راہ میں بھر ہوا۔ اس نے کہا گھبرا نے کی کوئی بات نہیں۔ کچھ دو پینا سرتالاب کے پاس سُگریو اور ہنومان جی ملیں گے۔ وہ تھے واقعہ ہیں۔

سُگریو (بندروں کا بادشاہ) اپنے بھائی بالي کے خوف سے روپوش تھا۔ جب رام چدر بھی کو آتے دیکھا، سمجھا ہے ہیں۔ ہنومان جی کو بھیجا کہ حال معلوم کریں۔ وہ بھنسن کا روپ دھار کر پہنچا۔ پتہ لیا تو رام چدر بھی تھے۔ قریباً کہ چلے سُگریو کے پاس چلے۔ بالي برا بھائی ہے سُگریو چھوٹا۔ اس نے چھوٹے بھائی کو مار بھگایا ہے۔ رام قریب سے بالي کو شکست ہوئی اور سُگریو پھر بادشاہ بننا۔

اب بندر چار دانگ جائیکی جی کی تلاش میں روانہ ہوئے۔ آخ رمہا بیر جی لئکا میں پہنچے۔ بھکن جو رام نے تھا، اس سے (سیتا) جائیکی جی کا سراغ طلا۔ رام چند رکی انگوٹھی ان کو دی اور ڈھارس بندھائی۔ پھر بیماروں کو خوبصورت کر راون کے پاس لے گئے۔ راون نے حکم دیا کہ دم میں آگ لگا کر بجسم کر دو۔ مہا بیر جی نے لئکن میں آگ بھکن اشوك بانکا اور بھکلیں کا گھر سلامت رہا۔

جب رام بھکلیں پل باندھ کر لئکا میں اترے اور پالا ان کے ساتھ پڑا تو آکاش سے برہما جی، اُغی و دشترو وغیرہ اترے اور جائیکی جی کی پاکدا منی کی تقدیق کی۔ بھکلیں کو نکارا ج دیا۔ بھرت نے استقبال کیا اور رام چینیا رہ ہزار برس حکومت کی اور ان کے بطن سے دو فرزندوں اور کثیر پیدا ہوئے۔

جب بارہ سال بھکل ہو گئے اور پتہ رہنے کا وقت آیا تو پانچوں بھائی مندرجہ ذیل کاموں پر راجہ برات میں دور پدھن کے لئے کرو گئے اور ناسبدل لیئے۔

(کنک نام)	تمارہ بازی	راجہ جدھش
(بلو)	رسویا	بھیشم سین
(ہرجن)	نیجرا ناق گانا پر مقرر	ارجن
(گر شک)	اصطبل کاما لک	نکل
(اوٹی بی)	گوشالہ میں گا یوں کی دیکھی بحال	سہد بیو
(سر زبری)	سودی شمارانی کی مشاط	درود پدھی

ابھی کچھ عرصہ گزر اتحاد کے سورپشن کا بھائی کچک درود پدھی پر فریختہ ہو گیا۔ لاکھ درود پدھی نے سمجھا کہ اسکی۔ کہا کہ پانچ گندھرب میرے حافظ ہیں لیکن وہ باز نہ آیا۔ بھیشم سین سے مشورہ کیا کہ اسی دن میں جہالت ہے رات کے وقت کچک کو درود پدھی بلائے اور بھیشم سین اسے قتل کر دے۔ یوں ہی کیا گیا۔ محل میں کہرام ہی گیا۔ بھائیوں نے صلاح کی کہ درود پدھی کو زندہ جلا دینا چاہیے لیکن میں موقع پر بھیشم سین کے روپ میں آیا اور سب کو کوپیاں یا۔

جب کچک کے مرنے کی خبر پھیلی تو دریو ڈھن خوب خوش ہوا اور اسے خیال ہوا کہ اب راجہ برات ماننا اسے۔ تھلہ کر دیا لیکن ارجمن نے رتھ بانی کی اور وہ وہ جو ہر دکھائے کہ دریو ڈھن کا سارا لشکر ناکام پلنا۔

اب تیرہ سال پورے ہوئے تو جدھش وغیرہ نے اپنی اصلاحیت راجہ برات پر ظاہر کی۔ اس نے لڑکے لڑکی اور اسے شادی کرنا چاہی۔ ارجمن نے اپنے لڑکے اٹھمو سے اس کا دواہ کر دیا۔ اب راجہ برات نے دریو ڈھن پاس اور ہے راج کے سفارت بھیجی لیکن وہاں تو دریو ڈھن بھرا بیٹھا تھا۔ لکسا جواب دے دیا۔ راجہ دھرت را لشکر کو دو توں جانب گھومتا پھرتا تھا لیکن صلح کی سہیل نہ بھی تھی۔ اخراج سے راج گھر کے راجہ برات اور راجہ دریو ڈھن کے رہے تھے اور لڑائی کی ہمن رہی تھی۔

اس مسئلے میں دریو ڈھن اور ارجمن دوار کا پہنچ۔ اس وقت مہاراج کرشن جی سور ہے تھے۔ ارجمن پر

کی سر ہانے بیٹھ گیا۔ جب آنکھ کھلی تو ارجمن سے پہلے پوچھا کہ کیوں آئے۔ اس نے کہا کہ میدان جنگ میں آپ کی چھپی ہوں۔ پھر دریودھن سے سوال ہوا۔ اس نے کہا، آپ کی مدد کا میں بھی خواہاں ہوں، جواب ملا..... ارجمن سے تھوڑے ہوں گا اور دریودھن کے ساتھ میری فوج اور خزانہ لیکن میں تھیار کو ہاتھ نہیں لگا دیں گا۔

دریودھن کو سب نے سمجھا یا لیکن وہ غصے کا بھوت تھا۔ اپنی طاقت کے گھنڈ میں فوج لے کر دشیت کے میدان سکتے ہوئے۔ ادھر پاندہ بھی پہنچے اور جنگ شروع ہوئی جس میں راون کو شکست اور پاندہ وؤں کو فتح نصیب ہوئی۔

(مشکل محاورے، الخاطیبی خان جی نے اپنی رہنمائی کے لیے لکھتے ہیں)

مولفہ: افیق

اونٹ کی چوری شہر سے نہوڑ سے ہو گئی: چوری پھرے بڑی بات کا طے پانا (مہابھارت)

پیشے کا چبایا اور شہنماں کا بجاانا ممکن نہیں: کام کی، آسان نہ ہونا

وچھا کیس: بھنڈا اکشان

چیزیں مار کا نولا بھانست کا پٹھکی بولا

بھوت منڈنی: بھوت منڈنی

لکھصوری: لکھصوری

ایک ایک پوسلے میں کا مردمان: لوکنی:

ہوا اور بڑھنا: ہوا اور بڑھنا

آنکھوں پر ٹھیکری رکھنا: آنکھوں پر ٹھیکری رکھنا

چچھپکارا: چچھپکارا

اشوب دیا: اشوب دیا

استحقیقی: استحقیقی

پرانے پتھے پر جھینگر چڑھ بیٹھنا:

غرضے ڈبے: غرضے ڈبے

ستکلپ: ستکلپ

ٹنکار: ٹنکار

ول اوچھا کرنا: ول اوچھا کرنا

پردوی مارنا: پردوی مارنا

اکشوٹی: اکشوٹی

چھتنا رے: چھتنا رے

خوب پتوں والا

اوہ بے منڈے انخ جوان ہوئے جیوں دودھ تے ملائی آؤندی اے کھوکھت لٹھاں کھلوکھیاں۔	ما تھا	مٿو:
عنايٰيات کیس	چپن نگے بھنادیئے:	
مینڈک کو بھی زکام	خوب رنگ لائی گھری:	
مل کر کام کرنا بے عزتی کا باعث	ساتھی کی بانڈی چورا ہے پہلوئی:	
جسے بخڑے	سرتا چھرنا کرنا:	
خوف	کیجھ میں تھر تھری پر گئی:	
ناراض	چراتندے ہوئے:	
فو جیس آر استہ جوئیں	بندیاں بندھو گئیں:	
کیں ہات	کمی بدلی ہات:	
بہت یمنہ بر سا	وہ دو گمراہ سا وہ جھری گئی:	
علم موسيقی	گندھرب:	
تحفظم گتھا	گھٹ کو ہور ہاہے:	
سواری	پا یں:	
پیسے گرہ میں باندھو	دوسٹ ذب میں کرد:	
طلاق	تلنگل:	
ہوا	بوان:	
پچھے شہ بچا	ایک بھکا بھی شہ بچا:	
آسان کام	سل سالکا:	
چار کوں	جو جن:	
جب چپ	کمرن:	

ان تحریروں کا مقصد یہ ہے کہ خاں صاحب انجمنی سوچ بچار کے بعد، گبرے مطالعہ سے استفادہ نہیں پر پہنچتے کہ ہندو اپنی اتھاں کا حصہ ہے۔ یہاں دیوتا زمین پر آ کر شادیاں کرتے ہیں۔ راکھشش از نو درپے ہیں۔ ان کے دھرم اتنا لوگ گندھرب شادی کر کے اولاد کے مالک بن جاتے ہیں اور پھر اپنی ہوس مطلع ہے۔ اول اونکی پرواہیں کرتے اور اپنے جپ چپ میں مصروف ہو جاتے ہیں۔

اس ہستری میں اینا یہ وعده، استقامت اور حدود کی پہچان کم کم ہے۔ اسی لیے خاں صاحب Disillusion طرف سے بہت بخدا نہیں کو قفت اپنی اس سے بھی زیادہ کو قفت اپنیں پاکستان میں سانچھ سال گزار دیں۔

ستہ مسند پتہ چلا کہ مسلمان بھی اونچی نیچی کا شکار ہیں۔ سید، پنحان، جاث اور دیگر ذاتیں مٹھی بند مقبض ہیں اور کسی طرح  
کوئی ملجم ہونے کو تیار نہیں۔ جس اخوت، بھائی چارے، مساوات کا خواب وہ دیکھ رہے تھے، اس کو بہت دھچکا لگا۔  
یہ غالباً انسان کی تقدیر ہے کہ وہ آدرسوں کو ہمیشہ کے لیے اپنا نہیں سکتا۔ اپنی نیت کے ہاتھوں خوار ہوتا ہے۔  
جس کو مددوں میں آرپا رجاء پر مجبور ہے۔

ظاہر ہے پچھلے سالوں سے صورتحال ہولے ہولے بدلتا ہے۔ بلی کا نرم و نازک بچا آنکھیں کھول کر  
بڑھ رہا ہے۔ اختر شیر اپنی کسلی نظمیں ایک عرصہ سے اب طاق پر جا کر عالمی ادبی سطح پر خاص کر انگریزی سے خوش  
بھروسہ ہو رہی تھی۔ ”مذو جذر اسلام“ کے حامل، حفیظ جائزہ ہری، علامہ اقبال، ظفر علی خاں اور دوسرے حاسں لوگوں نے  
کسی گروہ طہار خیال کیا تھا اور وہ جانتے تھے کہ اصلی بھت کوئی نہیں ہے۔

لیکن ہولے ہولے ادیب کی نظریوں سے نقیر ملک کی منزل بھی دھنڈ لارہی تھی۔ کشمیر میں یہو کی ندیاں بہہ  
کر کی قابل ذکر کہانی لکھنی نہیں جاسکی۔ مشرقی پاکستان میں محمد ہوئے اندر یہرے میں ڈوب گیا۔ بڑے ادیب افرادہ  
بھروسہ ان کے دل میں شکاف نہ پڑتا۔ یہ مت گھبیے کہ میں اپنے آپ کو بری اللہ بھرہ رہی ہوں بلکہ صرف یہ بات  
کی کوشش کر رہی ہوں کہ ہم تکھنے والوں نے اپنے لوگوں کے شعور کی تہذیب کرنے میں کیوں خاص مد نہیں کی۔

ہمارے عہد کے ادیب ان پریچنگیوں کو تو سمجھتے ہیں جن میں محبوبہ کے نقش پائیے ہیں لیکن ہم نے اس ایک  
پریقی تمام محبتیں قربان کر دی تھیں۔ وطن پر نظمیں لکھنے والا دو خم درجہ کا شاعر کہلاتا ہے۔ مال، بھائی، دوست پر فرم لکھنے  
کیم شاعر نہیں بن سکتا جتنا رومانی شاعر۔ ہم اختر شیر اپنی کی نظمیں کو تو پھر یاد رکھتے ہیں حالی، حفیظ، اقبال اور ظفر علی  
کے ہولتے جا رہے ہیں۔

ہندو ملک کو کچھ کراپ ایک بار پھر خال صاحب سوچ رہے تھے کہ اب جو اقتدار مسلمانوں پر پڑی ہے، ہو سکتا  
ہے میں ہمارا سب کچھ بہر جائے اور وہ محبوبہ بھی ملک کی پلی سمندر کی اتحاد لگانے نکل جائے اور کہنے کو کچھ باقی نہ  
چھوڑیں یہ انسوں نے اپنی تحریر میں تھی مست علاش کی۔

پاکستان اور صرف پاکستان کی بقا کا خواب!  
بیسویں صدی کی آخری دہائی مسلمانوں کے لیے بڑی اہم، قیصلہ کن اور تحریر آمیز ثابت ہوئی۔ وہ دیکھ رہے تھے  
کہ قوتوں میں صرف و خلیل انتشار کا شکار ہیں جہاں ابھی اسلام میں وہم ہے۔  
افغانستان میں کیسی ہندیا پکڑ رہی تھی۔

ایران اور عراق کس طاقت کے بھتے چڑھ کر آپس میں گھنٹم گھنا ہونے والے تھے۔  
کشمیر میں آزادی کی کیا کچھ قیمت ادا کرنی پڑ رہی ہے۔  
روس کی اسلامی روایتوں پر کیا کچھ ہو گز رہا؟

ہندوستان میں جہاں مسلمانوں کی آبادی ہے وہاں مقامی قاتا بظاہر ایک سیکولر نیٹ میں کیسے کیسے نسادات  
کیا بری مسجد شہید کرنے کے لیے پانچ لاکھ ہندو مختلف مقامات سے کیوں اکٹھے ہوتے ہیں؟

سعودی عرب کی حفاظت کے بہانے تیسری عالمی جنگ کے لیے عین وہی دھرتی کیوں چنی جا رہی تھی مسلمانوں کے لیے دنیا میں اہم ترین جنگ ہے۔

یہ اور ایسے ہی بہت سے اور سوالات وقت سے بہت پہلے خال صاحب کے ذہن میں جاگ اٹھنے تھے لوگ ان سارے مقاتلات پر صورتحال کو اقتصادی مسئلہ سمجھتے، کچھ جن لوگوں کا خیال ہے کہ جب کوئی چیز ایجاد ہو جائے تو پھر اس کے استعمال کی وجہ بھی خود بخوبیدا ہو جاتی ہے۔ جنکہ ترقی یافتہ ممالک میں تھیاروں کی پروڈکشن اس قدر بڑھ گئی ہے کہ اب ان کا اپنے الہام میں متوں میں ذخیرہ اندوز رہنا خطرے سے خاف نہیں۔ اسی لیے واپسی فلاحتی سے: ورانی تھیاروں کو رکھتا، استعمال کرتا اور نیست و نابود کرنا چاہتے ہیں۔

تھیاروں کو نیت کرنے کے لیے وہ چاہے سمندر اور ریگستانوں کا رٹ کریں لیکن اپنے پردوکٹ استعمال کے لیے انہیں ہری بھری بستیاں درکار ہوں گی جہاں سیاہ اور براؤں جانداروں کو گھیوں کی طرح ہر کران کا ٹھیک ٹھامت نہ ہرے۔

کچھ لوگوں کا یہ بھی خیال ہے کہ اسنی ٹکٹیں اپنے اندر ولی افسوسوں کی وجہ سے غیر کے نتھے چڑھ رہیں مسلمانوں کا مسلمان سے اس درجہ نفاذ ہے کہ بھائی بھائی ایک دوسرے کے وٹھن میں اور مردہ گوشت ہانے سے نہیں کرتے۔ ایسے میں جب اندر ولی غذشوار نے ملوکوں میں بدآہنی پھیلائی گئی ہے، راجہ گدھہ بر طرف منڈلاتے نظریں بیک -

ہم اور یہ بوج ہیں۔ چاندنی، گیست اور ساز سے محبت کرنا ہمارے خیر ہیں ہے۔ ادیب لوگ دراصل جذبات، حساس طبیعت اور اندر ہیئے والی برسات کے سہارے زندگی پر سر کرتے ہیں اور خاص طور پر برصغیر کا شام سماں ہی کی سبے انسانیوں سے چھپتا پھرتا ہے اور اس کے نزدیک آفاتِ ارضی و سماوی میں سب سے بڑا جان لیوا جانا ہے لیکن یہ خال صاحب کا کشف بھئے، ان کی بصیرت جائیے، وہ پاکستان پر وار ہونے والی ہلاقوں سے اسی سے تھے پہنچ تمام عالم اسلام پر چھائے اندر ہیئے بادلوں کو بھاٹپ سکتے تھے۔ انہوں نے ذلتی مسلکوں کو طلاق پر کھو دیا تھا۔ سناتے کہ وہ انسان ہے ایک محبت بھی مل جائے زندگی کی لہروں پر اپنی ناؤں کھینچنے میں کامیاب ہو جاتا ہے کر دو دھن، لو بھاٹے ڈالک ڈالک کرتے رہیں۔ ذوبنے کی کوشش کریں لیکن محبت کا چبڑاہ بنے نہیں دیتا۔ زندگی پایا بہوت کثی سے اڑ کر دوا سے وحکیلتا چلا جاتا ہے۔ پانی اتحاد ہو تو وہی بے لوث محبت سمت قائم رکھتی ہے اور لا کوئی آئیں کشی کنارے لگک ہی جاتی ہے۔ یوں لگتا ہے کہ خال صاحب کو پاکستان سے کچھ ایسی ہی بے لوث محبت ملی کر دیا گے سفر نہ ہے سوت رہانڈ گکایا۔ انہیں کسی اور راستے کی خلاش بھی نہ رہی۔

خال صاحب کے پیتل کو چکانے والی ایک ماں سردار بیگم کی شخصیت تھی۔ دوسرے وہ داؤ جی تھے جنہوں خال صاحب کی تربیت کی۔ تیرے یہ ڈھن کی ان سے محبت تھی یا ان کی ڈھن سے رغبت جس کے باعث ان میں کمپ میں رفتی جی لوگوں کے درمیان کام کرنے کا حوصلہ بیدا ہوا۔ وہ صبح سوریہ اپنے ساتھ کھانے کی پولی پانچھوکے چلتے والیں پہنچنے اور پھر سارا دن مہاجریوں کے مسائل سمجھاتے۔

محترم مفتی کے ہمراہ کام کرتے پھر بیدل گھر پہنچتے۔ شاید اسی بیدل سفر کے دوران ان پر کھلا ہو کہ انسان دراصل تھے، تھوڑی روحاںی گروٹ کا شکار ہو جاتا ہے۔ مہاجر بڑے ثوٹ سے لاتعداد قربانیاں دے کر اس وطن پر نثار میہاں پہنچنے میں بھی کراسی دل نے دیگر خواہشات کو جنم دینا شروع کر دیا۔

اب سمجھی کو چھوڑی ہوئی پر اپنی درکار تھی۔ مال و دولت کی خواہش تھی۔ رتبہ، عزت اپنی تعریف سننے کی چاہنے کی وجہ سے وہاگر دیا تھا۔ ہم پر جو احسان قائد اعظم نے کیا، وہ بخوبی لگا۔ انسان بھی عجب ہے کہ جو شخص آپ پر احسان کرتا ہے، اُن ہو جاتا ہے۔ یہی روحاںی گروٹ دیکھ کر اشFAQ احمد نے اپنی راستہ بدھ لیا۔ ان کے افسوسوں میں عجب قسم کی تھی تھے گی اور وہ جب گورنمنٹ کا لجی میں ایم اے اردو کرنے کے لیے پہنچ گئے وہ ”ایک محبت سوافاٹ“ کے لکھاری انسان کے اندر رہو دھندلی شاہراہ بھی تھیں اندر نظر آئے گئی تھیں جس کے سانگ میں ابھی واضح نہ تھے۔

یہ دور پاکستان میں نووار دلوگوں کی Insecurity کا تھا۔ مسلکوں اور آدرسوں کی خاطر قربانیاں دینا بڑا مشکل پاکستان ایک آورشی ملک تھا۔ اس کے آدرس دنیاوی حصول سے وابستہ نہ تھے بلکہ روح کی افرادگش کی تلاش میں بحث فتح رفتہ مہاجر لوگ اپنے مسائل کا حل دنیاوی حصول میں تباہ کرنے کے لیے رنگ رنگ کے جرم کرنے لگے۔ محبت منوانے کی خاطر ہر طرح کی شیخماں ماری گئیں۔ اپنے آپ کو برتر ثابت کرنے کے لیے نسل رنگ زبان نہ ملن گئیں با توں کا سہارا لیا گیا۔

گھروں کے ٹالے توڑے گئے۔ مال نعمت با تھا آیا تو الاشتہن کے چکروں میں لوگ نیز ھے ہو گئے۔ یہی دور تھا جب قائد اعظم کا آدرس دھندا گیا۔ ذاتی ادارہ مارکھ گئیں اور لوگ مادہ پرست ہو کر بھانت بھانت کی

تمام مسلکوں سے گزر کر ”کام کام کام“ کی حدت سے بھی نکل کر وہ اس نتیجے پر پہنچے کہ کبھی کبھی کام بھی سست تھی رکھ سکتا۔ کام کی سست اگر ثابت نہ ہو تو نفع کے بجائے نقصان پہنچ جانے کا احتمال ہے۔ انہوں نے خلق کے ساتھ خود عزت نفس کا ہے۔ خیاء الحق کا زمانہ تھا۔ انہیں کسی تقریب کے سلسلے میں اسلام آباد جانا ہوا۔ وہاں با اثر لوگوں کی تھیں پہلی بار خال صاحب نے عزت نفس کا جھنڈا پہنڈ کیا۔ انہوں نے وثوق سے کہا کہ ہماری ضرورت ہرگز ”روٹی خبیث مکان“ نہیں ہے۔ یہ جیزیں ہمیں ہندوستان میں بھی جیسی کیسی میر تھیں لیکن اقلیت ہونے کے ناطے ہماری عزت خود ہے۔ خود ہر جو ہوتی تھی۔ اسی لیے یہ نفرہ بلند کیا گیا کہ پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ۔

خال صاحب نے شعوری اور لاشعوری طور پر پاکستان کے لیے اس وقت جدوجہد شروع کی جب قائد اعظم بے بغیر جیل میں قید ہونے کی بجائے انگریزوں کو آئین کی پابندی میں گھیر کر پاکستان کا مطالبہ کر رہے تھے۔

یہ جدوجہد شروع سے آخر تک خال صاحب کا بنیادی مسلک رہی اور بالآخر ”عزت نفس“ کے مطالبے میں بدل گئے تھے جب تک انہوں نے اپنے بیٹوں جیسے عمران خاں کو وے دیا۔ اسی جھنڈے کی سر بلندی کے لیے آج بھی عمران سر توڑ کی رہا ہے اور آج 2007ء میں جب تمام جماعتیں اپنے مقادر کے لیے لڑ رہی ہیں اور بظاہر اسے خلق کی خدمت کا

نعرہ عطا کر رہی ہیں، عمران خاں اپنی نامزدگی کے کاغذات چھڑ کر دعویٰ کر رہے ہیں۔

خال صاحب کے کچھ کاغذات ایسے ملے ہیں جو ان کی خلق کی طرف مراجعت کی نشاندہی کرتے ہیں۔

(صاحب کی تحریر کے اقتباس)

-1 28000 روپے والیں کرنے والا تائگہ بان اور اس کی خبر اخبار میں لگانے کا قصہ۔

-2 زندہ دل زندگی سے بھر پور سلطان میر پور ماسٹر کا بیٹا اور میر منشو کا دوست اور بھمی جا کر دادیش دینے والے ناول۔

-3 ریاض پاؤ جو پہلے شہزادوں کے ساتھ ملا۔ پھر دوائیاں اور طلاق بیٹھنے لگا۔ آخر میں تقریریں کر کے اسمبلی کا بیان گیا۔

-4 اصولوں کاٹوں اور قدروں کا فقدان اس کی وجہ۔ نیکنا لوگی اور نہ جب۔

-5 کچھ کیا ہے اور اس کو اس طرح سے دوسرے کچھ سے الگ مانا جاتا ہے۔

-6 سیم بونگا اسٹریٹ کے بارے میں تجویزی پیش کرتا ہے۔

-7 Olga Varek کے نام Malina کے نام کا فکا کے خطوط!

-8 ملا صبغت اللہ کی اڑکی اور اس کی کانی کی زندگی۔ اپنی کلی شازیہ کے ساتھ دوستی۔ اس کے کزن سے ملا

-9 کزن کے والدین کو یہ خبر بھونے پر کہ وہ ایک مغل کی لاکی ہے اس کا مشتعل ہو کر باپ کو خفیہ طور پر قتل۔ شازیہ سیم بونگا کی کزن ہے۔

-10 ملنے لوگوں سے سیم بونگے کا انتہا یو۔ کمال امارات کی تعریف و توصیف کہ اس نے ملاوں کا قلع قلعہ میں تھا۔

-11 سیاہی ملا میں فرق (کیا سارے ملا مل کر اسلام کا خاطر ہیات چھڈا کر دے سکتے ہیں)۔

-12 سیکولر اور نہجی میں فرق۔ سیکولر قوم اور سیکولر حکومت میں فرق۔ قوم ہیئت Tolerant ہو گی لیکن حکومت بھی ہو گی۔

-13 پہنچ پیپ کے پاس خوشی محمد کے گیراج میں شیطان سے ملاقات۔

-14 دوستانے کی صوبائی جس سے برکت نے شادی کی اور وہ دیہاتی اڑکی بھیم کے ایلو نیم سور کی مالک بنی۔

-15 بابا احسن کا قصہ جو شرافت نو شاہی صاحب نے سنایا۔

-16 ایک ذرا مسدود سیم بونگے نے T.V. کے لیے لکھا اور جو reject ہو گیا۔

جالندھر کا ذکر: سمندر اور دریا کا بیٹا۔ منہ جو الکھی پر ہے اور پاؤں ملتاں میں دفن ہیں۔

بھوئی چندا Founder of Kangra

جم جنم پتری: Vansavali

(نسب نامہ) طاقتو راجپوتانہ کے خاندان سے پرانے راجپوت ہیں اور کوچ راجپوت سب سے پرانے ہیں۔

پتوی مکندر پیاس کنارے رکا تو Ptolemy نے جاندھر کے ملک کا ذکر کیا لیکن شکر کت کے ادب میں اس کا سراغ  
جس سے پہلے تری گارتا کا ذکر موجود ہے اور راجہ سارمن کا ذکر بھی ملتا ہے جس نے کاگذے کا قلعہ قبیر کیا۔  
میون تانگ نے جس جاندھر کا ذکر کیا ہے اور جو اس کا علاقہ بیان کیا ہے۔ اس اعتبار سے چمیہ کی ریاست  
جس سے سوائیں اور سات اور دو کی ریاست میں جاندھر کی ریاست میں شامل ہیں۔

سون کرافٹ جب 1820ء میں نداوں کے علاقے میں آیا تو اس نے لکھا کہ کاگذے کی ریاست میں تین  
ستھنیں۔

کٹوچ چھنگار  
کاگذہ کان کی شکل س  
مگر کوت یا کوت کا گذہ بھی دارالخلافہ کے نام ہیں۔

مگر کوت میں درگاہ کا مندر۔ یہ سورتی مرد کی لگتی ہے۔ سب اسے ماتا کہتے ہیں۔ مندر کی چھت اور فرش چاندی  
شکل کا ہاتا ہے۔ اسے ابو الفضل نے مہماں لکھا ہے جو یہاں کی رانی تھی۔ لیکن دنیا میں بدی و یکھ کر آ تم تھیا کر لی۔ کچھ  
کھم دیا مہادیو کی شخص بھی تجھتے ہیں۔

جو الیکھیں بالا گھاٹ پہاڑ کے نہنڈے پانیوں میں سے آگ کے شعلے نکلتے ہیں۔ چند رسمی کٹوچ آبائی راجہ  
کوئے کے قلعے کا نام فرشتہ بصیم کا تملک لکھتا ہے جس سے یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ یہ قلعہ خانہ راجہ بصیم چدرنے

کا گذہ نہ صرف جاندھر کا حصہ ہا ہے بلکہ یہ علاقہ کشمیر کے راجہ شکرور مانے بھی ختم کیا تھا۔ راجہ شکرور مانو لا کھ  
تھیں جو ہاتھی لے کر گجرات فتح کرنے لگا۔ تری گارتا کا راجہ پر تھوی چدر پیلسے ہی اپنا بیٹا یر غزال کے طور پر راجہ شکرور مانو  
کا تھا لیکن جب اس نے مندری فوج برہتے دیکھی تو فیصلہ نہ کر پایا اور قلعے سے اٹھ بھا گا۔

(ایسے کاغذات پر غور کرنے سے پہلے چلتا ہے کہ خاں صاحب پران کے یا یہ مسلک کا گہرا اثر تھا اور اسی نے  
میں مسلک کو ڈھانپ لیا تھا۔)

## اشفاق احمد کی بطور براڈ کا سٹریٹو می خدمات

محمد جاوید پاشا

23 مارچ کی قیام پاکستان کے حوالے سے بہت اہمیت ہے۔ یہ قرارداد لا ہور کا اہم دن ہے، وہ قرارداد جو قیام  
کی وجہ سے دستاوردی شکل میں آنے کا باعث بنی جس نے مسلمانوں کو باقاعدہ ایک قوم کی حیثیت سے ایک ملک  
کے ترینی کی بنیاد فراہم کی۔ قرارداد لا ہور جو 23 مارچ 1940ء کو لا ہور میں منظور کی گئی، میں واضح طور پر کہا گیا کہ کوئی  
مشکل منصوبہ اس وقت تک قابل عمل اور مسلمانوں کے لیے قابل قبول نہیں ہو گا تا وہ تکمیلہ وہ ایسے اصولوں پر وضع نہ کیا گیا ہو  
جسے جغرافیائی طور پر مستقل وحدتوں کی حد بندی ایسے خطوط میں کی جائے کہ جن علاقوں میں مسلمانوں کی اکثریت